انتخاب

صورت تو دیکھو شیخ مشیخت پناہ کی
منہ بھی کریگا کالا جو ڈاڑھی سیاہ کی

حضرت جو اتنا خوب بڑا اور گرانی ہوئی ہندوستان بھر میں مفلسی پھیلی ہوا چرخا کاتنے کا جتنے تھی۔ مگر کاک بانکوں کے وہی ٹھاٹھ ہیں کبھی سینما میں فلم بخاصہ تفریح بیچ کے دیکھنے جاتے کبھی بیٹ بال میں ایک حادثی چادر کی سیر میں مشغول۔ اور دنیا و شوق کے رشتہ پڑتے ہیں۔ کہیں بشمار تماشہ کا ہوتے ہوئے۔ ان کے بال بچے ان سے اتنا بھی تو نہیں کہتے سہ

اے تماشاگاہ عالم روئے تو   تو کجا بہر تماشا میروی

اس کی واللہ اور وہ جھکنا۔ جیٹ خالی کی مثل بیچ کر دکھاتے ہیں۔ ایسوں کو آپ نے دیکھے بھی تو۔ منہ پر اگر نہیں۔ تو پیچھے ہنستے ہوئے دیکھتے ہوں گے۔ آپ میاں حضرت بڑا دل کے اور بوڑھی فاقوں کی مار سے نکلوں باشوں سے بھی دو چار قدم آگے ہی رہتے ہیں۔ کیونکہ وہ تو مہذب اور بقول پرہیز جنٹلمینوں کے اقبال۔ وہ کیوں کسی سے کم رہتے لگے۔ اگر منہ میں سوختہ بیٹے پیستہ نہیں تو دل میں سوختی پیدا ہو۔ ضرور جوانوں تو جوانوں کا میدان ہی تھا۔ کہ سے زمین بلکہ ان سے بھی بڑے بوڑھے ہوئے ہیں۔ وہی قول آخر سے پڑتے سے سرایا لفظ دیتے ہوئے ہیں۔ پچھلے دنوں کی جوانی کو یاد کر کے سہ

بوڑھے منہ سے یوں نکلے کہتے   ہائے کیا وقت تھا ارکین کا

جسے کچھ نے کسی ہم بیچ اور میں ہیری نگاہ سے کہہ رکھی ہی ایسا بلکہ معاملہ نہیں جانتے۔ دیکھا بازی ہوتے ہی تیچھو یار دشمن دل ناشاد کا غم وہ بار بیٹھتے ہیں۔ بلکہ اس کو جو شوں کیسے آنکھوں میں بہا بیٹھنے کی خواہش کرتے ہیں۔ اور یہ بھی کہتے جاتے ہیں۔ کہ اب وہ ڈٹر نہیں رہے۔ وہ حوصلے نہیں رہے۔ وہ حرارت نہیں رہی۔ وہ ہمت نہیں رہی سہ

کیا جانئے کیا تھا سب کچھ۔ وہ گرمی عشق اب کہاں ہے

ابھی جو میں سنے پہ آوے گی سب۔ ابھی بھری آگ کا دھوان ہے

پرانے زمانہ کی تعریف اور گلی ہوئی ہڈیوں کا تذکرہ کرتے ہیں۔ اور گزرے ہوئے مزوں سے اوکھیڑتے سے ابھی دل گرمی رہتی ہیں کرنے۔ گو بہویں کھانے کو نہیں۔ مگر دہلی کے دھلے ہوئے سفید براق کپڑوں پر عطر سہاگ کی پھنکار ضرور ملتی ہوگی۔ مونچھوں پر تاؤ دیتے رہنا بھی بائیں ہاتھ کا کرتب ہے۔ مگر اس اسیجھی میں جو بات ہو تو دماغ پھوڑتے ہے۔ وہ اور ہی کچھ ہے۔ غرض اسی طرح پرانے سیرانی زندگی گزار رہتے ہیں اور مگن رہتے ہیں۔ شامت اعمال اور ذوق دشمنی اشغال ہونے کی مہلت دے تو یہ کا تھیلا ہی ناچیز ہستی پر بچھال کے بھول بیٹھیں۔ ان خالی خیالی ڈیڑھ سلوں میں جوانی کی پرانی چال ڈھال۔ بول چال دیکھ میں پاؤں لٹکانے والوں کی بھی دیکھنے کے قابل ہے۔ زیادہ دیکھئے اور تعریف کیجئے۔ لیکن یہ ضرور ہے کہ سہ

چہ خوش بود بادام فرق ذرم

کا خیال سے شام ہی سے دھندلکے میں چاوڑی بازار کے کوٹھوں کی تاک جھانک میں آجاتا ہوگا۔ اور حسرت دارمان روزگار کا لہلہاتا پردہ آنکھوں کے سامنے پھر جاتا ہوگا۔ کیونکہ وہ زرا اور آگے کو کھسکے۔ اور دست ستم اجل نے ایک دنیا کا دارکردار دیا۔ مرنے اور دیکھیں اور کہے عدم آباد کے راستے پر ہوئے۔ ساری امیدوں میں ناامیدی کی روح حلول کرنے میں کچھ دیر ہی نہیں لگی۔ یہ مان لیا گیا ہے کہ آل پر ستے کی تحریر بدل جاتا ہے۔ اسی آواز کو گھور گھور دولہا اپنی زبان میں کہا جاتا ہے۔ ملاؤ کھانے کھاتے موت کا بلاوا دکھائی دے جاتا ہے۔ بڑھاپا چلنے میں نہ کچھ ہوتا ہوتا ہے نہ جھیلا۔ ایسا چلے۔ جیسے کسی زمانہ میں اتنا کا پچھا تھا چلا گیا تھا۔ خاص کی آنکھ زمین کی پرسوز نظر [illegible] بچ ہے۔ کہ زمانہ پر بیچاری اوٹ پڑی ہے۔ ہار دینے والے انگلی کا ناچ ناچنے لگا ہے۔ قرنوں کا بھوت سر سے اتر گیا۔ یا کہ کالبد خاک ہوگیا۔ پرانے نظروں سے دیکھیا تھا ہو گئے۔ مگر وہ ہی باتیں ہیں۔ جو ہمیشہ دنیا میں ہوتی آئی ہیں۔ گو دن لگ گئے۔ اور حوصلے پست ہو گئے۔ مگر پھر بھی یہاں چار بڑے مل جاتے ہیں۔ وہی ہوس کا چٹخارہ۔ الله میاں کی شان ہے اور سوا

کی اطاعت پر بھی تو طبیعت نہیں آتی۔ ہزار ملاں ملامت کی بوچھاڑ کریں مگر دل ہے کہ ٹس سے مس نہیں ہوتا۔ اور محفل وعظ میں اگر جا کر بیٹھا بھی بیٹھے۔ تو دل اوچاٹ۔ وعظ و پند میں دل ہی نہیں لگتا کہ کچھ تھام لے۔ اور دل مسوس کے بیٹھیں۔ ایسی چڑ ہوتی ہے۔ کہ یہی کہہ کے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں ؎

محفلِ وعظ تو تا دیر رہے گی قائم
میکدہ ہے ابھی پی کے چلے آتے ہیں
(بیخود دہلوی)

یاران ہم قالب

موسیٰ کیطرح سنتے ہیں جوش پہ ہے تجلی
لو آؤ چلو ہم بھی چلیں طور کیطرف

ہم دہلی پنچ مطبوعہ ۱۹ مئی ۱۹۱۶ء میں ایک مضمون بعنوان بزم نشاط پڑھ کر بے لطف کے دیکھنے کے ایسے مشتاق ہوئے کہ دم بھر ٹھہرنا دوبھر ہو گیا۔ خدا خدا کر کے پہاڑ سی رات کاٹی۔ صبح کا سپیدہ چمکا اور ہم نے بستر بند سنبھالا۔ خدا بھلا کرے ریل کا اور ریل کے موجد کا۔ دن بھر کا راستہ گھنٹے بھر میں طے ہو گیا۔ اور ہم بارہ بجنے سے پہلے پہلے آگرے میں کیا خاص صاحب کے بازار کی دھوپ کھانے لگے۔ وہاں سے پھولی ہوئی آنکھ دیر باب کیطرح دروازہ بند ہو گیا اور جو چہرہ بے نظیرا اپنے سونے کے کمرے میں خس کی ٹٹیوں کی ہوا کھانے پہونچ گئی۔ اب ہم خراب و خستہ سارے بازار میں خاک چھانتے پھرے۔ ہم تھے اور شام کا بے صبری کے ساتھ انتظار تھا۔ بمشکل انتظار ختم ہوا اور ۷ بجے اور ۵ کے بعد گھڑیالی نے ٹھنا ٹھن ساتھ بجائے۔ داموں نے نیلے پیلے تہبند گھٹنوں سے اونچا کر زیب تن کئے۔ اور ململ کی بنیانیں پہنیں۔ دہشر کے لیس ہو گئے۔ موقلمون نے کانوں پہ ہاتھ دھر کے اللہ اکبر کی پر جوش صدا بلند کی۔ منادی

ہیں ناقوس پھونکنے لگے۔ مندروں میں دو گھڑی ادھر ان نے چراغ اور لیمپ روشن کر دئے۔ ہم ٹہلتے ہوئے بیچ کر بازار کی سیر کرنے والے اور فروش الٹا انگرکھا پہنے گلیوں میں چلے گئے۔ سازندوں کی دلکش صدائیں دل سے گل کر بازار کے چلتے پھرتے راہوں کو اپنی طرف کھینچنے لگیں۔ ہم بھی ایسے ہی وقت کے منتظر بیٹھے تھے۔ ایک دروازے میں چپکے چلے گئے۔ تھوڑی دور جا کر دائیں طرف ایک چکردار زینے میں قدم بقدم تیزی کے ساتھ گھستے ہوئے ایک چھوٹے سے صحن میں جا کھڑے ہوئے۔ صحن کے سامنے دروازے کا ایک کمرہ تھا۔ جس میں صاف ستھرا فرش تھا۔ جا بجا ڈیوٹ لگے تھے۔ چھوٹے بڑے جھاڑ ایک طرف لٹک رہے تھے۔ جو اپنی سنہری رنگ کی روشنی سے رات کو دن بنا رکھا تھا۔ یہ سب سامان ابھی ہم باہر ہی سے دیکھ رہے تھے کہ کسی ملازم نے کہا آئیے۔ اب کیا تھا۔ الحمدللہ اور ہندو سے آن واحد میں اندر داخل تھے۔ سبحان اللہ مکان ہے کہ کوہ طور ہے۔ وسط کمرے میں ایک حسین لیلیٰ کی ایک ہاتھ فرش پر ٹیکے۔ ایک پاؤں دوسرے پاؤں پر رکھے عجیب ناز و انداز سے رونق افروز تھی۔ سامنے صدر کی طرف چہرہ جس کے پجاری یاتی ارسے اس طور کی معرفت کے روشن ہونے۔ ہم بھی ایک طرف گردن جوتیوں کے پاس ڈٹ گئے۔ اور حسب دستور دہلی پنچ کا وہی پرچہ نکالا جو ہمارے یہاں آنے کا باعث ہوا تھا۔ ہماری نظر کبھی تو اس کی صورت بے نظیر کے سراپا پر پڑتی اور کبھی اپنے دوست کے مضمون نگار تحریر کی طرف پڑھتے۔ کبھی مشتاقین کی درازی اور ہنسی کی رسیاں تھی۔ کبھی تلی دہن اور سپید دندان پر غور کرتے۔ کبھی چشم آگین اور ابرو کے خم پر نظر ڈالتے تھے۔ کبھی زلف سے بنا اور دل کی شکار ہوتے تھے۔ کبھی سنہری رنگ اور گدرائے ہوئے سینے کو دیکھ کر عش عش کرتے تھے۔ دور کے سامنے آنکھ پڑی ہوئی صراحی دار گردن پر نظر پہونچی کہ واپس آنے کا نام نہ لیتی تھی۔ گو دوست کو ابھی تک ڈھیلے ہوئے باتیں تھیں کی طرف بڑھنے لگے۔ باریک کرتے سے رنگت چھن رہا تھا۔ شکم صاف سینہ جب کی مشتاق کوئی جادو سے دل سنبھالے۔ پاؤں کا کہ دل عشاق کو پامال کئے دے

قدرت نے ایک خاص چیز بنائی تھی۔ ناظرین یہ حال بعید بعید کرنے کو جیا دیکھا ہے مشکل ہے تھی کہ ہماری نگاہ کے ساتھ ساتھ اور بہت سی نگاہیں اس جانب قریب کے چہرہ پر پڑتی تھیں۔ اس شرکت سے ہمارا دم گھبرا اٹھا اور ہم دل سے دعائیں مانگتے تھے کہ ان کی آنکھیں دو گھنٹہ کے لئے بند ہو جائیں۔ تو مزا آ جائے۔ ابھی ہماری دعا قبول نہ ہونے پائی تھی کہ ظالم کلاک نے بارہ بجا دیئے۔ اب ہم کو بیٹھنا اجازت نہ تھی۔ اور اٹھ کر چلی بنی۔ دل پر دونوں ہاتھ رکھے۔ اور سینہ کے سہارے کو چل دئے۔

راقم حسن پرست سیاح [illegible]

پھول دو دن بہار جانفزا دکھلا گئے
حسرت ان غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے

آہ۔ آہ۔ آہ۔ یہ کیا وقت ہے۔ کیا دن ہے۔ تاریخ ۱۸ ہے۔ اور [illegible] بہت خطرناک ہے۔ وقت دوپہر ہے۔ گرمی کی شدت۔ لپٹ کی [illegible] ہواؤں کا چلنا۔ دنیا کے سیاہ کی سوچ۔ رات کو بچوں کی طرح لشکروں کا خون ایسا میں انہیں خوبوں کی فکر میں غرقاب تھا کہ یکایک اسی وقت دوپہر قریب ہو ایک شعلہ دریا سے دریا کے کنارے سے اٹھ کر آسمان پر جاتا معلوم ہوا۔ جو غور سے ذرا کان لگا کر اور نظر دوڑا کر دیکھنا شروع کیا۔ تو ہر شخص کو پریشان حال فریاد و فغاں کرتے ہوئے پایا۔

آہ۔ آہ۔ آہ۔ وا ہائے افسوس۔ ہائے ستم۔ ہائے رے وقت یہ ننھے ننھے بچے۔ یہ پردہ نشین عورتیں اپنی محبت و کشش سے بچوں کو [illegible] کے ساتھ بھڑکتی ہوئی آگ کے شعلوں سے اپنے آپ کو نکال کر ایک سکتے کے عالم میں کھڑی ہوئی ہیں۔ نہ بیٹھنے کا ٹھکانا۔ نہ بستر کا پاس۔ پریشان و بدحواس۔ جنہوں نے قدم گھر سے نکالا تھا۔ وہ کس کے گھر جا ٹھہریں۔ ہوا یکایک دوسرے کے گھر سے [illegible] لوگ نکلتے چلے آ رہے ہیں۔ [illegible] ہائے ہائے یہ شہر [illegible] آباد کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ اندھیرا ایک مکان کو جلا کر دوسرے مکان کی فکر کرتی ہوئی آگ بڑھی جا رہی ہے۔ ہزاروں روپے کا مال خود [illegible] بھسم ہو رہا ہے۔ شعلے دو دو گز تک جل کر خاکستر ہو رہے ہیں۔ شہر بھر میں قیامت برپا ہے۔ گورنمنٹ کی جانب سے بہت انتظام معقول کیا گیا۔ مگر تب بھی ۲۰۰ مکان جل کر خاک سیاہ ہو گئے۔ ان بیچاروں کا جن کے مال نے ہوائی لی۔ اور وہ گھر سے بے گھر ہونے پر بھی آگ نے گھیر کر دیکھا۔ کہ مجھے افسوس ہے کہ میری لپک۔ میری چمک۔ میرے شعلوں میری گرمی سے تم محفوظ رہ گئے۔ قریب رات کے بارہ بجے تک برابر آگ سلگتی رہی۔ سنا جاتا ہے کہ تین جانور بھی مر گئے۔ اور [illegible] گود میں ٹھنڈی نیند تا حشر سو گئے۔ خدا ان پریشان حالوں پر رحم فرمائے۔ اور پھر اپنی اصلی حالت پر کر دے۔ آمین

راقم م۔ ی

ہا ہا ہا ہا! ہا ہا ہا! ہا ہا ہا!!!

جناب ایڈیٹر صاحب دام لطفہم

[illegible] کی شکایات کے باعث ہے کہ ہمارے ایک دوست [illegible] نے مجھے بہت ہی مجبور کیا۔ کہ آپ شاعر شیریں زبان۔ ناظم جادو بیان جناب شیفتہ سہسرامی کی اس غزل کو دہلی پنچ کے کسی کالم میں جگہ دلوا دیجئے۔ جس کو دیکھ کر تمام لال [illegible] خریداروں کے دل و جگر پر بجلیاں بیٹھ گئیں۔ اور سینہ کے اندر دل کبوتر کی طرح قلابازیاں کھانے لگے۔ مسٹر ایڈیٹر ہمارے دوست صاحب کا فرمانا بھی بجا ہے۔ [illegible] سے بیشتر ہے اور [illegible] اور شائقین شاعری کرنے آپ کے در دولت پر آ جھکے۔ اب [illegible] اور [illegible] سوالیوں کو بھی [illegible] اور [illegible] تمام [illegible] اور خریداروں کو بھی پکار دیں۔ مجھے سننے سے

گر قبول افتد زہے عز و شرف

غزل شیفتہ سہسرامی

کھلا گل جس طرح [illegible] بہار آئی ہا ہا ہا
[illegible] باغ کو [illegible] بہار آئی ہا ہا ہا
کھلے ہر سو گل [illegible] بہار آئی ہا ہا ہا
[illegible] بلبل میں ہے چرچا بہار آئی ہا ہا ہا

کھلے پھر ہر روش پر گل - نصیب اب شاد جاگا
خوشی کر بلبل شیدا - بہار آئی ا ہا ہا ہا

خوشی سے نغمہ زن ہیں مرغ خوش الحان شاخوں پر
چمن میں شور ہے برپا - بہار آئی ا ہا ہا ہا ہا ہا

مزے کے وقت میں بیٹھا ہے کیا تم کرتے ہے کے
پلا دے ساقیا پیالا - بہار آئی ا ہا ہا ہا ہا

چلو اے شیفتہ سیر چمن کو یار کو لے کر
ا ہا ہا ا ہا ہا بہار آئی - ا ہا ہا ہا

مسدس از تصانیف محمد عمر خاں دفتری کتب خانہ

بھلا ہوں اور بعضوں کی یہ حرکات | کہ ہیں آپ کو کہتے ہیں سادات
وہ کل کا دن ہے جو بنے بیٹھے سادات | انہیں کے واسطے موزوں یہ بات

بھر جا جمع آ یہ قوم سادات
فسادات فسادات فسادات

خدا جانے کہاں سے ہیں یہ حضرات | کہ ہے شیعوں سے جن کو کچھ ملاقات
گرا چہ کیوں وہ بنتے ہیں سادات | انہیں کی شان میں ہوتی ہے یہ بات

بھر جا جمع آ یہ قوم سادات
فسادات فسادات فسادات

گئے کیا اور بنتے اہل صلوات | گراں شانی میں ہیں بجائے جن کی بات
انہیں لوگوں سے منسوب ہیں یہ حرکات | انہیں کے حق میں لکھتا ہوں یہ بات

بھر جا جمع آ یہ قوم سادات
فسادات فسادات فسادات

قصائی اور کنجڑے اہل حرفات | لقب اپنا بنائے بیٹھے سادات
انہیں لوگوں میں ہیں نامعقولات | انہیں سے [illegible] ہیں یہ بات

بھر جا جمع آ یہ قوم سادات
فسادات فسادات فسادات

ادب سے مومن تو رہے جو ہو عادات | وگرنہ بند ہو جائے گی برکات
کہاں تو اور کہاں حضرات سادات | فقط تو کبھی منہ سے کہی بات

بھر جا جمع آ یہ قوم سادات
فسادات فسادات فسادات

مسیبا اور گھسیٹا اہل حرفات | کہ بن کر شیخ بنے جاتے ہیں سادات
سنا ان کا بھی بیٹا بنے باپ کی ذات | انہیں لوگوں کی ہیں یہ ایسی حرکات

بھر جا جمع آ یہ قوم سادات
فسادات فسادات فسادات

مسدس از تصانیف سید قادر علی صاحب قادری بھوپالی

وہ جانے سنگ سے ہیں رب السموات | کہ ہوتے شیخ جی ہیں اہل انفرات
سنا ہے میں وہ بنتے بیٹھے ہیں ذات | مگر بنتے کو وہ بنتے ہیں سادات

بھر جا جمع آ یہ قوم سادات
فسادات فسادات فسادات

منبرا اور فقیرا کی یہ حرکات | کہ بنتے تھا سادات اور بڑی بات
کہاں تم اور کہاں حضرات سادات | ملاؤ تم ذرا اپنے منہ سے یہ بات

بھر جا جمع آ یہ قوم سادات
فسادات فسادات فسادات

کہا ہے مجھے شیخ جی نے یہ بات | لکھی تھی وہاں جو بات میں بات
لگی شیخ جی سے اور ہی کیا بات | مگر بنتے کو یہ کہتے ہیں بات

بھر جا جمع آ یہ قوم سادات
فسادات فسادات فسادات

امیرا نے فقیرا سے یہ کی بات | کہ بھیا دیکھنا جمعرا کی حرکات
سنا ہے بنتے ہیں آ کر یہ صلوات | وہ کہتا پھرتا ہے سادات کی بات

بھر جا جمع آ یہ قوم سادات
فسادات فسادات فسادات

بڑا افسوس ہے یہ کہنا ہے یہ بات | یہ بیچے شیخ جی نے ہم کو صفات
نہ مانی آپ نے ہم نے جو یہ بات | نکالو گے نہ یہ منہ سے کبھی بات

بھر جا جمع آ یہ قوم سادات
فسادات فسادات فسادات

کہے قادر مسدس با فسادات | تو جانی رب ہے رب السموات
عدو تیرا رہے مقہور ذات | کہو ہوا آکے پھر تو منہ سے یہ بات

بھر جا جمع آ یہ قوم سادات
فسادات فسادات فسادات